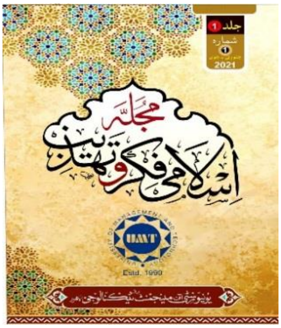

Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 1 Issue 1, Spring 2021
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article:

مدعیان صحابیت: تحقیقی جائزہ

Saḥābiyat claimers a research review

Journal QR

Article QR

Muhammad Saeed

Author(s): Muhammad Saeed Shafiq[1], Muhammad Tahir[2]

Affiliation:
[1]Department of Islamic Studies, Government Degree College, Garhi Kapura, Mardan, Pakistan
[2]Department of Islamic Studies, Elementary and Secondary Education, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan

Article History:
Received: Jan 19, 2021
Revised: Mar 27, 2021
Accepted: May 19, 2021
Available Online: June 26, 2021

Citation: Shafiq, Muhammad Saeed and Muhammad Tahir," Saḥābiyat claimers a research review." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 1, no.1 (2021): 28–40.

Copyright Information:
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Science and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

مدعیان صحابیت: تحقیقی جائزہ

Saḥābiyat claimers a research review

Muhammad Saeed Shafiq

Department of Islamic Studies, Government Degree College, Garhi Kapura, Mardan, Pakistan

Muhammad Tahir

Department of Islamic Studies, Elementary and Secondary Education, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan

Abstract

Saḥābī literally means companion. But it is an important and permanent term of Islam. Actually, the word Sāḥib is based on those who met the messenger of Allah and have left the world in the state of faith. If we study the Islamic history, it is come to know that after claiming the prophecy, in different periods and different areas several men were born who claimed *Saḥābiyat*. In the article under review all such people have been presented who have claimed *Sahabiyat*. Their claim has been researched and the views of scholars have been put forward in this regard.

Key Words: Saḥābī, prophecy, Saḥābıyat claimer

۱. تمہید

تاریخ اسلام کے بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان نبوت کی طرح بعض صحابیت کے دعویدار بھی سامنے آئے۔ مختلف ادوار اور مختلف علاقوں میں کئی لوگوں نے صحابی ہونے کا دعوی کیا۔ چونکہ صحابیت ایک شرف وفضل ہے، صحابی کا بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ربط ہوتا ہے اور کسی بھی شخصیت کی صحابیت کا ثبوت روایات وآثار کی استنادی حیثیت پر دار و مدار کرتا ہے، استنادی حیثیت میں اختلاف یا تعارض روایات سے بھی صحابیت کے ثبوت میں اختلاف واقع ہو جاتا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ان افراد کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے جنہوں نے صحابیت کا دعویٰ کیا ہے، ان کے دعویٰ صحابیت سے متعلق استدلالات وتنقیدات کی تحقیق کی گئی ہے اور اس ضمن میں اہل فن کے آراء قلمبند کئے گئے ہیں، تاکہ ان کی حقیقت واضح ہو سکے۔

۲. صحابی کی تعریف

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے: **ومن صحب النبی أو رآه من المسلمین فهو من أصحابه۔**(۱) مسلمانوں میں سے جو رسول اللہ ﷺ کا ساتھی رہا ہو یا جس نے آپ کو دیکھا ہو تو وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

> **"أما الصحابي ففيه مذهبان ،أصحهما وهو مذهب البخاري وسائر المحدثين وجماعة من الفقهاء وغيرهم، أنه كل مسلم رأى النبي ولو ساعه، وإن لم يجالسه ويخالطه، والثاني وهو مذهب أكثر أهل الأصول أنه يشترط مجالسته وهذا مقتضى العرف وذاک مقتضى اللغه۔"**(۲)

---

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۱/۶۲، رقم: ۳۷۷۵۔

[2] النووی، ابوزکریا، یحییٰ بن شرف، **تہذیب الاسماء واللغات** (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، س۔ن)، ۱:۱۴۔

> صحابی کی تعریف میں (علماء) کے دو اقوال ہیں، ایک امام بخاریؒ، تمام محدثین اور فقہاء کے ایک جماعت کا ہے اور جو اصح بھی ہے کہ ہر وہ مسلمان صحابی کہلائے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ساعت کے لئے دیکھا ہو، اگرچہ اُن کی صحبت نہ پائی ہو اور نہ اُن کی مجلس میں شریک ہوا ہو۔

دوسرا قول اصولیین کا ہے جنہوں نے صحابی ہونے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نشست کو شرط رکھا ہے اور یہ عرف ولغت کا تقاضا بھی ہے"۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کی جامع تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"**الصحابي من لقى النبي مؤمنا به ومات على الإسلام ، فيدخل في من لقيه من طالت مجالسته له أو قصرت ، ومن روىٰ عنه أو لم يرو ، ومن غزا معه أو لم يغز ، ومن رآه ولم يجالسه ، ومن لم يره لعارض كالعمى۔**"(۳) صحابی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر اس کو موت آئے۔ اس تعریف میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس میں زیادہ شریک ہوئے ہوں یا کم، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے یا نہیں، جہاد میں حصہ لیا ہو یا نہیں، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو لیکن صحبت نہ کر سکا ہو اور جنہیں کسی معذوری (نابینائی) کے باعث شرف دیدار نصیب نہ ہوا ہو"۔

۳. ثبوتِ صحابیت کے شرائط

اہل فن نے صحابیت کے ثبوت کے لئے مختلف طریقے مقرر کئے ہیں، مثلاً ابو اسحاق ابراہیم بن عمروؒ نے مدعی صحبت کے لئے درج ذیل چار شرائط بیان کئے ہیں:

(۱) تواتر (۲) استفاضہ [تواتر سے کم تر درجہ کا شہرت] (۳) صحابی کا قول (۴) کوئی ایسا شخص جو عادل اور ثقہ ہو اور صحابیت کا دعویٰ کرے۔(۴) ابن عراقیؒ اور حافظ السیوطیؒ بھی ثبوتِ صحابیت کے لئے انہی شرائط کا تذکرہ کر چکے ہیں۔(۵) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس میں ایک اور شرط کا اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "صحبت، تابعی کے قول (تابعی کسی کا صحابی ہونا بیان کرے) سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ نیز انہوں نے دعویٰ صحابیت کو عدالت اور معاصرت کی شرط سے مقید کر رکھا ہے، لکھتے ہیں: پہلی شرط عدالت ہے، جس کا امام آمدی وغیرہ نے بھی تائید کی ہے، کیونکہ مدعی صحابیت کی عدالت سے قبل اس کا یہ کہنا کہ میں صحابی ہوں یا اس جیسے اور الفاظ، اس کے عدالت ثابت ہونے سے مشروط ہے۔ دوسری شرط معاصرت یعنی زمانہ ہے تو یہ ہجرت کے ۱۲۰ سال تک محدود ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری عمر میں اپنے صحابہ سے فرمایا ہے:

أرأتيكم ليلتكم هذه فأن على رأس مأة سنة منها لا يبقى ممن هو اليوم عليها أحد۔(۶) آج کی رات سے سو سال بعد آج کا کوئی انسان دنیا میں آج کا کوئی بھی شخص زندہ نہیں رہے گا۔ دوسری جگہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: **أقسم بالله ما على الأرض من نفس**

---

[۳] ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء)، ۱۱: ۱۵۸۔

[۴] ابو اسحاق، ابراہیم بن عمر، **رسوم التحدیث فی علوم الحدیث** (بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۲۱ھ)، ۱: ۱۴۴۔

[۵] ابو الفضل، عبد الرحیم العراقی، **التقیید والایضاح** (المدینۃ المنورۃ: المکتبۃ السلفیۃ، ۱۳۸۹ھ)، 1:299؛ عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین سیوطی، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی** (دار طیبہ، س۔ن)، ۲: ۶۶۷

[۶] البخاری، **صحیح بخاری**، ۳/۴۱، رقم: ۱۱۶؛ ابو داو۔

منفوسة اليوم يأتي عليها مأة سنة وهي حية يومئذ۔ (۷) میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کوئی نفس ایسا نہیں جو سو سال گزرنے کے بعد بھی زندہ رہے۔ (۸)

امام نووی رحمہ اللہ حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> **والمراد أن كل نفس منفوسة كانت اللية على الأرض لا تعيش بعدها أكثر من مأة سنة سواء قل عمرها قبل ذلك أم لا۔** (۹) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس رات جو بھی شخص بقید حیات ہے وہ سو سال سے زیادہ نہ رہے گا، اگرچہ اس کی عمر مذکورہ رات سے پہلے کم ہو یا زیادہ۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ " **أرأتيكم ليلتكم**" کی وضاحت کرتے ہیں: **وأما ما قاله صلى الله عليه وسلم من أنه: لا يبقىٰ على رأس مأة سنة من تلك الليلة أحد ،فمراده بذلك إنحزام قرنه وموت أهله كلهم الموجودين منهم في تلك الليلة على الأرض ، وبذلك فسره أكابر الصحابة كعلي بن طالب وابن عمر رضي الله عنهما وغيرهما۔** (۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کہ "آج جتنے لوگ بقید حیات ہیں، ایک صدی گزرنے کے بعد ان میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ رہے گا" سے مراد ہے کہ اُس وقت جتنے بھی لوگ موجود تھے، سب کے سب سو سال کے اندر ختم ہو جائیں گے اور حدیث کی یہی تفسیر اکابر صحابہ کرام مثلاً سیدنا علی و سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بھی فرمائی ہے۔ مندرجہ بالا احادیث سے استدلال کر کے حافظ سیوطیؒ مدعی صحابیت کے متعلق لکھتے ہیں: "اب اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے سو سال بعد صحابیت کا دعویٰ کرے تو قابل قبول نہیں، اگرچہ دعویٰ سے پہلے اس کا عادل ہونا بھی ثابت ہو"۔ (۱۱)

۴. دعویٰ صحابیت کرنے والے

۴.۱. جابر بن عبد اللہ الیمامی/العقیلی

۲۰۰ ہجری کے بعد اس نے بخارا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رؤیت کا دعویٰ کر ڈالا۔ (۱۲) خطیب بغدادیؒ نے جابر بن عبد اللہ کا واقعہ نقل کی ہے، جابر کا دعویٰ ہے کہ جب میں پیدا ہوا تو میری ماں مجھے بارگاہِ رسالت میں لے چلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر (شفقت کا) ہاتھ پھیرا اور دعا کی: یا اللہ! اسے علم کا سمجھ بوجھ عطا کر۔ (۱۳)

---

۷ مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ۴۴/۵۳، رقم: ۲۵۳۸

۸ ابن حجر، **الاصابۃ**، ۱: ۱۶۰

۹ النووی، یحییٰ بن شرف، **المنہاج شرح صحیح مسلم**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ)، ۱۶: ۹۰

۱۰ ابنِ حجر، **فتح الباری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۹۶۴ء)، ۴: ۳۶۹۔

۱۱ السیوطی، **تدریب الراوی**، ۲: ۶۷۳۔

۱۲ شوکانی، محمد بن علی، **الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ**، (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن)، ۱: ۴۲۱۔

۱۳ خطیب بغدادی، **المتفق والمفترق** (دمشق: دار القادری ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)، ۱: ۶۱۳۔

۴.۱.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

خطیب بغدادیؒ نے جابر کو کذاب اور اس کے دعویٰ کو باطل قرار دیا ہے۔ (۱۴) علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق بھی جابر کذاب ہے۔ (۱۵)

۴.۲. مکلبۃ بن ملکان

تین سو صدی ہجری یا اس کے کچھ مدت بعد پیدا ہوئے۔ صحابیت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۱۴ غزوات میں شرکت کی ہے۔ (۱۶) ابن اثیرؒ مکلبہ بن ملکان کے متعلق روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: مکلبہ بن ملکان خوارزم کے شہر میں تھے۔ اس کا کہنا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چوبیس غزوات اور سرایا میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ مظفر بن عاصم کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں شریک تھے کہ ایک بوڑھا شخص آیا، اس کے چہرے پر بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابن فلان! کیا میں آپ کو اس بڑھاپے سے ملنے والی ثواب کی خوشخبری سنا دوں؟ پھر اس نے بڑھاپے کی فضائل میں طویل حدیث سنائی۔ (۱۷)

۴.۲.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

حافظ ابن کثیرؒ نے انہیں ''اعجوبۃ من العجائب'' قرار دے کر لکھا ہے: اگر اس واقعے کی سند درست ہو تو مکلبہ صحابی ہونے میں جھوٹا ہے اور اگر سند درست نہ ہو (غالب گمان بھی یہی ہے کہ سند صحیح نہیں) تو یہ رُواۃ کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ (۱۸) امام دار قطنیؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: جھوٹا شخص ہے، اس کا سرے سے وجود ہی نہیں۔ (۱۹) امام شوکانیؒ کی تصریح کے مطابق بھی مکلبۃ بن ملکان جھوٹا یا فرضی (خیالی) شخص ہے۔ (۲۰) ابن اثیرؒ مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اسے ابو موسیٰ نے روایت کی ہے لیکن اگر وہ اسے ترک کرتے تو بہتر ہوتا۔ (۲۱) علامہ ذہبیؒ لکھتے

---

۱۴ خطیب بغدادی، **المتفق والمفترق**، ۱: ۶۱۳

۱۵ ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد، **میزان الاعتدال**، (بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۹۶۳ء)، ۱: ۳۷۸؛ ابن حجر، **لسان المیزان** (بیروت: دائرۃ البشائر الاسلامیۃ، ۲۰۰۲ء)، ۲: ۸۷۔

۱۶ ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، **جامع المسانید والسنن الهادی لاقوم سنن** (بیروت: دار خضر، دوم ۱۴۱۹ھ)، ۸: ۲۲۹۔

۱۷ ابن اثیر، علی بن ابی الکرم، **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۴ء)، ۵: ۲۴۷۔

۱۸ ابن اثیر، **جامع المسانید**، ۸: ۲۹۹۔

۱۹ شوکانی، **الفوائد المجموعۃ**، ۱: ۴۲۱۔

۲۰ شوکانی، **الفوائد المجموعۃ**، ۱: ۴۲۱۔

۲۱ ابن اثیر، **اسد الغابۃ**، ۵: ۲۴۷۔

ہیں: مکلبہ بن ملکان کا خیال ہے کہ میں صحابی ہوں، یا تو اس نے جھوٹ گھڑا ہے یا سرے سے اس کا وجود ہی نہیں۔ (۲۲) **محمد بن خلیل طرابلسیؒ** لکھتے ہیں: صحابہ میں مکلبہ نامی کوئی شخص نہیں۔ (۲۳)

۴.۳. جعفر بن نسطور رومی

جعفر بن نسطور الرومی/ نسطور الرومی، اس نے بھی صحابیت کا دعویٰ تین سو صدی ہجری میں کیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے روایت نقل کی ہے جس میں منقول ہے کہ نسطور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا۔ جنگ کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے کوڑا (چابک) گر گیا، نسطور نے اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کیلئے درازی عمر کی دعا کی۔ نسطور کا دعویٰ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین سو بیس برس تک زندہ رہا۔ (۲۴) علامہ ذہبیؒ نے عمر بن حسین کاشغری کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کاشغری بیان کرتے ہیں کہ میں نے یمن میں نسطور کا بیٹا دیکھا، میں نے اس سے پوچھا: تمہارا والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعا کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہا، اس نے جواب دیا: تین سو سال۔ دعا مانگتے وقت اس کی عمر تیس سال تھی۔ (۲۵)

۴.۳.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

حافظ ابن حجرؒ مذکورہ روایت کی تضعیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس کی اسناد میں ظلمات ہیں، اس روایت کا متن باطل ہے۔ جعفر بن نسطور یا تو دجال تھا یا سرے سے اس کا وجود ہی نہیں تھا۔ (۲۶) علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: میں نے کتب الضعفاء میں جعفر بن نسطور کے حالات نہیں دیکھے، وہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔ (۲۷) علامہ ذہبیؒ نے ایک اور جگہ نسطور کا ترجمہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے: **هالك أو لا وجود له أبدا**۔ (۲۸) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: جعفر ان جھوٹوں میں سے ایک ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی سال بعد صحابیت کا دعوی کیا ہے۔ (۲۹) **محمد بن یوسف الصالحیؒ** نسطور کے مذکورہ روایت کو باطل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: نسطور نے صحابیت کا جھوٹا دعوی کیا ہے۔ (۳۰) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: جعفر بن نسطور تین سو صدی ہجری کے بعد صحابیت کا دعویٰ کر بیٹھا، ائمہ محدثین نے اس کی تکذیب کی ہے۔ بعض علماء اس کے وجود سے انکاری ہیں اور روایت کے اسناد کو معلل قرار دیتے ہیں۔ (۳۱)

---

۲۲ ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۴: ۱۷۸۔

۲۳ برہان الدین الحلبی، ابراہیم بن محمد، **الکشف الحثیث** (بیروت: عالم الکتب، مکتبہ نہضۃ عربیۃ، ۱۹۸۷ء)، ۱: ۲۵۷۔

۲۴ ابن حجر، **لسان المیزان**، ۲: ۱۳۰۔

۲۵ ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۴: ۲۴۹۔

۲۶ ابن حجر، **لسان المیزان**، ۲: ۱۳۰۔

۲۷ ذہبی، محمد بن احمد، **المغنی فی الضعفاء** (طبع و تاریخ ندارد)، ۱: ۱۳۵۔

۲۸ ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۴: ۲۴۹۔

۲۹ ابن حجر، **الإصابة**، ۱: ۶۴۸۔

۳۰ محمد بن یوسف، **سبل الھدی والرشاد** (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء)، ۷: ۳۶۷۔

۳۱ ابن کثیر، **التکمیل فی الجرح والتعدیل** (صنعاء یمن: مرکز النعمان للبحوث والدراسات الاسلامیہ، ۲۰۱۱ء)، ۱: ۱۵۶۔

۴.۴ عثمان بن الخطاب، ابو عمرو البلوی، ابو الدنیا اشج

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: بغداد میں رہتا تھا۔ ۳۰۰ ہجری میں سیدنا علیؓ کی مرویات نقل کرنے لگا، ۳۲۷ ہجری کو وفات پائی۔ (۳۲) خطیب بغدادیؒ نے اس کا والد کی معیت میں سیدنا علی بن ابی طالب کی طرف سفر، راستہ میں چشمہ سے پینے اور سیدنا علیؓ کا ان سے یہ کہنا کہ تمہاری عمر دراز ہو گی، کیونکہ جو بندہ بھی اس چشمے سے پیتا ہے، اس کی عمر لمبی ہو جاتی ہے، کا واقعہ تفصیلا نقل کیا ہے۔ (۳۳) اس کا دعویٰ تھا کہ سیدنا علیؓ نے میری کنیت ''ابو الدنیا'' اس لئے رکھی تھی کہ آپ کو معلوم تھا کہ میری عمر دراز ہو گی۔ (۳۴)

۴.۴.۱ دعویٰ صحابیت کی تحقیق

خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں: اہل فن اس کے قول کی اثبات سے انکار کرتے ہیں اور اسے حجت نہیں مانتے۔ (۳۵) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: اس کے دعویٰ کا مذاق اڑایا گیا اور اس کی تکذیب بھی کی گئی۔ (۳۶)

۴.۵ علی بن عثمان بن خطاب

۳۱۱ ہجری میں قیروان میں سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے روایات نقل کرنے لگا، اس کا دعویٰ تھا کہ میں نے چاروں خلفائے راشدین سے ملاقات کی ہے۔ (۳۷)

۴.۵.۱ دعویٰ صحابیت کی تحقیق

ابو الفضل عراقیؒ نے انہیں کذاب اور دجال قرار دیا ہے۔ (۳۸)

۴.۶ سرباتک ہندی

ابن اثیر جزریؒ نے اسحاق بن ابراہیم الطوسیؒ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ملک الہند سرباتک سے ملاقات کی، میں نے اس سے اس کے عمر کے متعلق پوچھا، اس نے جواب دیا کہ میری عمر ۹۲۵ سال ہے۔ ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوت اسلام دینے کے لئے ۱۰ صحابہ کرام (حذیفہ بن یمان، عمرو بن العاص، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشعری، صہیب اور سفینہ) رضوان اللہ تعالی

---

۳۲ ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۳: ۳۳۔

۳۳ خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد** (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۲ء)، ۱۳: ۱۸۴۔

۳۴ ابن حجر، **لسان المیزان**، ۴: ۱۳۵۔

۳۵ خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد**، ۱۳: ۱۸۴۔

۳۶ ابن حجر، **لسان المیزان**، ۴: ۱۳۵۔

۳۷ ابن حجر، **لسان المیزان**، ۴: ۱۳۶۔

۳۸ ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۱: ۱۶۰۔

علیہم اجمعین بھیجے تھے، میں نے ان کی دعوت قبول کی اور دین اسلام میں داخل ہوا۔ (۳۹) ۵۰۹ہجری میں سرباتک شرف صحابیت کا دعویدار بن گیا، کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے چار مرتبہ شرف ملاقات حاصل ہوئی ہے، دو مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور دو مرتبہ مدینہ منورہ میں۔ (۴۰)

۴.۶.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

علامہ ذہبیؒ نے واقعہ کو واضح جھوٹ قرار دیا ہے۔ (۴۱) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ان کے عمر کے متعلق مرویات کا تحقیق کر کے اسے غلط قرار دیا ہے۔ (۴۲) ابن اثیرؒ اسدا لغابہ میں رقمطراز ہیں: ابن مندہ نے ان کا تذکرہ نہ کر کے بہترین کام کیا ہے۔ (۴۳) ابن عراق الکنانیؒ لکھتے ہیں: سرباتک نے طویل زمانہ بعد صحابیت کا دعویٰ کیا ہے، یا تو دعویٰ جھوٹا ہے اور یا (راوی) سری بن اسماعیل الکوفی جھوٹا ہے۔ (۴۴)

۴.۷. قیس بن تمیم طائی کیلانی

کیلان کا رہنے والا تھا۔ ۵۱۷ہجری میں رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کرنے لگا تھا۔ (۴۵)

۴.۷.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

حافظ ابن حجرؒ نے انہیں رتن ہندی کے قبیل سے ٹھہرایا ہے۔ (۴۶)

۴.۸. جبیر بن حارث

حافظ ابن حجرؒ نے ''الاصابہ'' میں عبدالکریم ابن الامیر کے حوالے سے روایت نقل کی ہے جو فرماتے ہیں کہ میں عباسی بادشاہ ناصر کی خدمت پر مأمور تھا۔ ایک دن بادشاہ سلامت شکار کرنے کو نکلے۔ ایک شکار کے پیچھے دور تک بھاگتے گئے، چند ساتھی بھی ہمراہ تھے، یہاں تک کہ بے آب و گیا (چٹیل) میدان تک پہنچے۔ وہاں پر چند عرب رہائش پذیر تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو پہچانا اور خوب خاطر مدارت کی۔ پھر کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت! ہمارے پاس ایک تحفہ ہے، جسے ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں، بادشاہ نے سوال کیا: کون سا تحفہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم سب ایک بندے کے بیٹے ہیں، اور وہ (ہمارا والد) زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہے اور خندق کھودنے میں بھی شریک ہوا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے، جواب ملا: جبیر بن حارث۔ بادشاہ نے کہا: اس سے میری ملاقات کرواو۔ وہ لوگ بادشاہ کو اس کے پاس

۳۹ابن اثیر، **اسد الغابة**، ۲: ۴۱۵۔

۴۰عبدالحی بن فخر الدین، **الإعلام بمن فی تاریخ الهند** (بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۹۹۹ء)، ۱: ۶۱۔

۴۱ذہبی، محمد بن احمد، **تجرید أسماء الصحابة** (بیروت، لبنان: دار المعرفة، س۔ن)، ۱: ۲۱۰۔

۴۲ابن حجر، **لسان المیزان**، ۲: ۱۰۔

۴۳ابن اثیر، **اسد الغابة**، ۲: ۴۱۵۔

۴۴ابن عراق الکنانی، علی بن محمد، **تنزیه الشریعة المرفوعة** (بیروت: دار الکتب العلمیه، ۱۳۹۹ھ)، ۱: ۶۲۔

۴۵شوکانی، **الفوائد المجموعة**، ۱: ۴۲۲۔

۴۶ابن حجر، **الإصابة**، ۵: ۴۱۶۔

لے کر ایک خیمہ میں چلے گئے۔ خیمہ کے اندر ایک پنگھوڑا آویزاں تھا جس میں جبیر بن حارث موجود تھا، اسے اتار دیا گیا اور بادشاہ اور جبیر کا مکالمہ ہوا۔ راوی کی تصریح کے مطابق یہ جمادی الاُولی ۵۷۷ ہجری کا واقعہ ہے۔(۴۷)

۴.۸.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: جبیر بن حارث کذاب ہے، اس کا خیال تھا کہ میں صحابی ہوں۔(۴۸) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: جبیر بن حارث رتن ہندی کا دعویٰ صحابیت جیسا ہے۔(۴۹) امام شوکانیؒ نے ان کا تذکرہ "باب فی من ادعی الصحبة کذابا" میں کیا ہے۔(۵۰)

۴.۹. ربیع بن محمود ماردینی

۵۹۹ ہجری میں ربیع بن محمود نے صحابی ہونے اور تعمیر بیت اللہ میں شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔ صوفی شیخ تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے دعویٰ کا سبب بیان کیا ہے جو یہ ہے کہ ربیع مدینہ منورہ میں تھا، وہاں پر اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جو اسے فرما رہے تھے: "**أفلحت الدنيا والآخرة**"۔ بیدار ہونے کے بعد اس نے صحابیت کا دعویٰ کیا۔(۵۱)

۴.۹.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: دجال اور مفتر تھا۔(۵۲)

۴.۱۰. ابوالحسن الراعی

اس کا دعویٰ ہے کہ میں نے معجزہ شق القمر کی رات رسول اللہ کو اٹھایا تھا۔ علی بن غوث التنیسی کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالحسن الراعی سے ترکسان (ترک) میں ۶۰۰ ہجری کے بعد ملاقات کی۔(۵۳)

۴.۱۰.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

ابن عراق الکنانیؒ لکھتے ہیں: رتن ہندی جیسا جھوٹا مدعی صحابیت ہے۔(۵۴) علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: کذاب ہے، اس نے صحابیت کا جھوٹا دعویٰ کیا، اس کا سرے سے وجود ہی نہیں۔(۵۵)

۱۴۷ابن حجر، **الإصابة**، ۱: ۶۴۳؛ ابن حجر، **لسان المیزان**، ۲: ۹۷۔

۱۴۸**المغنی فی الضعفاء** ۱: ۱۲۸، ت: ۱۰۹۵

۱۴۹ابن حجر، **الإصابة**، ۱: ۶۴۳۔

۱۵۰ شوکانی، **الفوائد المجموعة**، ۱: ۴۲۱۔

۱۵۱ابن حجر، **الإصابة**، ۲: ۴۳۱۔

۱۵۲ابن حجر، **لسان المیزان**، ۲: ۴۴۶۔

۱۵۳ابن حجر، **الإصابة**، ۷: ۸۴۔

۱۵۴ابن عراق الکنانی، **تنزیہ الشریعة المرفوعة**، ۱: ۱۳۱۔

۴.۱۱. معمر

اس کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے لئے تین بار ”عمرک اللہ یا معمر!“ کے الفاظ کے ساتھ درازی عمر کی دعا دی۔ (۵۶)

۴.۱۱.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

امام سیوطیؒ سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا ہے جس میں منقول ہے کہ معمر اس بات کا مدعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خندق والے دن اس حالت میں دیکھا کہ میں دو پتھروں میں مٹی کو منتقل کر رہا تھا جب کہ باقی صحابہ کرام ایک مٹی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے دونوں کندھوں کے درمیان چار مرتبہ مارا اور دعا دی: اے معمر! اللہ تیری عمر دراز کرے۔ اور اسی ضربات کی برکت سے معمر ۴۰۰ سال تک زندہ رہا۔ ہر ضرب کے بدلے میں عمر میں سو سال کا اضافہ ہوا۔ امام سیوطیؒ نے جواب دیا کہ یہ روایت واضح جھوٹ ہے، اس کی روایت اور تحدیث جائز نہیں۔ معمر رتن ہندی کے قبیل سے تھا۔ اور ہر مسلمان جان لے کہ معمر دجال و کذاب ہے، اس کا یہ قصہ محض کذب وافتراء ہے۔ (۵۷) حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق معمر کے کردار کو مغرب کے بعض جھوٹے لوگوں نے گھڑ لیا ہے، نیز معمر رتن ہندی، قیس بن تمیم، ابی الخطاب، مکلبہ اور نسطور جیسا کذاب مدعی صحابیت ہے۔ (۵۸) امام صغانیؒ لکھتے ہیں: بعض جاہلوں سے جو یہ روایت کیا جاتا ہے کہ معمر نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی درازی عمر کی دعا مانگی، ائمہ حدیث اور علمائے سنت کے نزدیک اس روایت کی کوئی اصل نہیں، ایسی روایات سب کے سب موضوع ہیں۔ (۵۹)

۴.۱۲. یسر بن عبید اللہ بن عمیر

حسین بن خارجہ کا کہنا ہے کہ میں مصر میں یسر سے ملا، یسر نے مجھے بتایا کہ اس کی عمر تین سو سال ہے۔ ابن عساکر نے ”السباعیات“ میں یسر سے بطریق حسین بن خارجہ کئی مرویات نقل کی ہیں۔ (۶۰)

۴.۱۲.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: یسر ان جھوٹوں میں سے ایک ہے جنھوں نے صحابی ہونے کا دعوی کیا ہے۔ (۶۱) دوسری جگہ لکھتے ہیں لکھتے ہیں: اس کا وجود ہی نہیں۔ (۶۲)

---

[۵۵] ذہبی، **تجرید أسماء الصحابة**، ۲:۱۵۹۔

[۵۶] ابن حجر، **الإصابة**، ۶:۲۹۰۔

[۵۷] جلال الدین سیوطی، **الحاوی للفتاویٰ** (بیروت، لبنان: دار الفکر، ۲۰۰۴ء)، ۲:۱۱۷۔

[۵۸] ابن حجر، **الإصابة**، ۶:۲۹۱۔

[۵۹] ابن حجر، **الإصابة**، ۶:۲۹۱۔

[۶۰] ابن حجر، **الإصابة**، ۶:۵۶۶۔

[۶۱] ابن حجر، **الإصابة**، ۶:۵۶۶۔

۴.۱۳. رتن ہندی

رتن بن عبداللہ ہندی ثم البرتنتدی/مرندی، رتن بن نصر بن کربال یا رتن میدن بن مندی۔ اُن کے زعم کے مطابق اُنہوں نے طویل زمانہ پایا ، یہاں تک کہ چھٹی صدی میں ظاہر ہوا اور صحابیت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اُن کا کہنا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے دو مرتبہ شرف ملاقات حاصل ہوئی ہے اور دونوں بار تین تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے درازی عمر کی دعا مانگی تھی، اس لئے میں نے طویل عمر پائی۔ اُن کا دعویٰ تھا کہ میں نے معجزہ شق القمر دیکھا ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تقریب اور خندق کی کھدائی میں شرکت کی ہے۔ (۶۳)

۴.۱۳.۱. دعویٰ صحابیت کی تحقیق

رتن ہندی کا دعویٰ باطل ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے رتن ہندی کی تردید میں ''کسر وثن رتن'' نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے، مزید لکھتے ہیں: رتن ہندی کے دجال ہونے میں کوئی شک نہیں۔ وہ چھٹی صدی ہجری کے بعد ظاہر ہوا اور اس کے باوجود صحابیت کا مدعی بن بیٹھا، جب کہ صحابہ کرام جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلے میں بڑا بہادر واقع ہوا ہے۔ (۶۴) حافظ ابن کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) رتن ہندی کے متعلق لکھتے ہیں: رتن ہندی نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا جو کہ سراسر جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ ہند میں اس نام سے موسوم صحابی نہ تو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کوئی جانتا تھا اور نہ اُن کے وفات کے بعد۔ (۶۵) رتن ہندی کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: متقدمین علماء کی صحابہ کرام سے متعلق کتابیں ہوں یا دوسری تاریخی کتابیں، میں نے ان میں سے کسی میں رتن کا تذکرہ نہیں پایا، البتہ علامہ ذہبیؒ نے تجرید میں اس کا تذکرہ کر کے لکھا ہے کہ مشرق میں چھٹی صدی ہجری میں ظاہر ہوا اور صحابیت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ کچھ جہال نے اس سے روایات سنیں حالانکہ اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں بلکہ بعض جھوٹوں نے اس کا نام گھڑ لیا ہے۔ (۶۶) امام سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ) نے بھی رتن ہندی کو صحابیت کا جھوٹا دعویدار قرار دیا ہے۔ (۶۷)

۵. مدعیان صحابیت حدیث کی روشنی میں

اس مقالہ کے بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بھی مدعیان صحابیت سامنے آئے ہیں، ان کا دعویٰ صحابیت ۲۰۰ ہجری یا اس کے بعد ہے۔ حالانکہ صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اخیر عمر میں فرمایا تھا: آج رات اس روئے زمین پر جو بھی موجود ہیں، ٹھیک سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی باقی نہ ہوگا۔ (۶۸) حافظ ابن رجبؒ **"أرأيتكم ليلتكم"** کی وضاحت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے قول: ''آج جتنے لوگ بقید

---

[62] ابن حجر، **لسان المیزان**، ۶: ۲۹۷۔

[63] ابن حجر، **الإصابة**، ۲: ۴۳۴۔

[64] میزان الاعتدال ۲: ۴۵، ت: ۲۷۵۹

[65] ابن اثیر، **جامع المسانید**، ۲: ۴۴۷۔

[66] ابن حجر، **الإصابة**، ۲: ۴۳۵۔

[67] سخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، **فتح المغيث** (مصر: مكتبة السنة، ۲۰۰۳ء)، ۴: ۹۲۔

[68] البخاری، **صحیح بخاری**، ۳/۴۱، رقم: ۱۱۶؛ مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ۴۴/۵۳، رقم: ۲۵۳۷۔

حیات ہیں، ایک صدی گزرنے کے بعد ان میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ رہے گا'' سے مراد ہے کہ اُس وقت جتنے بھی لوگ موجود تھے، سب کے سب سو سال کے اندر ختم ہو جائیں گے اور حدیث کی یہی تفسیر اکابر صحابہ کرام مثلاً سیدنا علی و سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بھی فرمائی ہے۔(۶۹) صحیح مسلم کی دوسری روایت ہے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کوئی نفس ایسا نہیں جو سو سال گزرنے کے بعد بھی زندہ رہے۔(۷۰)

امام نوویؒ حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس رات جو بھی شخص بقید حیات ہے وہ سو سال سے زیادہ نہ رہے گا، اگرچہ اس کی عمر مذکورہ رات سے پہلے کم ہو یا زیادہ۔(۷۱) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: آج اس زمانے میں جو لوگ موجود ہیں، اس روایت کے ایک صدی بعد اُن میں سے کوئی زندہ نہ ہو گا۔(۷۲) مرقاۃ المفاتیح میں ہے کہ آج سے سو سال بعد روئے زمین پر کوئی نہ ہو گا، سے مراد صحابہ کرام کی موت ہے۔(۷۳) امام سیوطیؒ کا قول ہے: جو بندہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے سو سال بعد صحابیت کا دعویٰ کر بیٹھے، اس کا دعویٰ ہر گز قابل قبول نہ ہو گا، اگرچہ اس دعویٰ سے پہلے اس کی عدالت بھی ثابت ہو۔(۷۴)

۶. خلاصہ بحث

مقالہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اب کوئی بندہ مذکورہ مدت کے گزرنے کے بعد صحابیت کا دعویٰ کرے تو وہ قابل قبول نہ ہو گا تاہم پھر بھی کئی معمرین نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور شرف ملاقات و شرف صحابیت حاصل کرنے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے، یا ان کی طرف اس بات کی غلط نسبت کی گئی ہے۔ ائمہ حدیث نے ایسے معمرین کی دعویٰ کی تردید اور ان طرف اس بات کی نسبت کی تغلیط خوب اچھی طرح کی ہے۔ ابن ناصر الدینؒ نے "**كشف القناع عن حال من ادعى الصحبة أو له إتباع**"، صلاح الدین کیکلدیؒ نے "**تحقيق منيف الرتبة لمن ثبت له شريف الصحبة** " کے نام سے جھوٹے مدعیان صحابیت کی تردید میں کتاب لکھی۔ امام شوکانیؒ اور طاہر فتنیؒ نے اپنی تصنیف الفوائد المجموعۃ اور تذکرۃ الموضوعات میں بالترتیب "**باب فى من ادعى الصحبة كذبا من المعمرين**" اور "**بحث فى من ادعى الصحبة كذابا** " جب کہ بعض علماء نے "**باب فى من ادعى الصحبة بعد المأتين** " اور "**بم يعرف الصحابة** " کے عنوان سے باب قائم کر کے ایسے لوگوں کی نشاندہی کی ہے۔

---

[69] ابن رجب حنبلی، عبدالرحمٰن بن احمد، **فتح الباری شرح صحیح البخاری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۹۹۶ء)، ۴: ۳۶۹۔

[70] سیوطی، **تدریب الراوی**، ۲: ۶۷۳۔

[71] نووی، **المنہاج**، ۱۶: ۹۰۔

[72] ابن حجر، **فتح الباری**، ۱۰: ۵۵۶۔

[73] ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح** (بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۲۲ھ)، ۸: ۳۴۹۸۔

[74] مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ۴۴/۵۳، رقم: ۲۵۳۸۔

کتابیات

البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)۔

النووی، ابوزکریا، یحییٰ بن شرف، **تہذیب الاسماء واللغات** (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن)۔

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **الإصابۃ فی تمیز الصحابۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء)۔

ابواسحاق، ابراہیم بن عمر، **رسوم التحدیث فی علوم الحدیث** (بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۲۱ھ)۔

ابوالفضل، عبدالرحیم العراقی، **التقیید والایضاح** (المدینۃ المنورۃ: المکتبۃ السلفیۃ، ۱۳۸۹ھ)۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین سیوطی، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی** (دار طیبہ، س۔ن)۔

ابنِ حجر، **فتح الباری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۹۶۴ء)۔

شوکانی، محمد بن علی، **الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ**، (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن)۔

خطیب بغدادی، **المتفق والمفترق** (دمشق: دار القادری ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)۔

ذہبی، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد، **میزان الاعتدال**، (بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۹۶۳ء)۔

ابن حجر، **لسان المیزان** (بیروت: دائرۃ البشائر الاسلامیۃ، ۲۰۰۲ء)۔

ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، **جامع المسانید والسنن الہادی لاقوم سنن** (بیروت: دار خضر، دوم ۱۴۱۹ھ)۔

ابن اثیر، علی بن ابی الکرم، **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۴ء)۔

برہان الدین الحلبی، ابراہیم بن محمد، **الکشف الحثیث** (بیروت: عالم الکتب، مکتبہ نہضۃ عربیۃ، ۱۹۸۷ء)۔

ذہبی، محمد بن احمد، **المغنی فی الضعفاء** (طبع وتاریخ ندارد)۔

محمد بن یوسف، **سبل الھدی والرشاد** (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء)۔

ابن کثیر، **التکمیل فی الجرح والتعدیل** (صنعاء یمن: مرکز النعمان للبحوث والدراسات الاسلامیہ، ۲۰۱۱ء)۔

خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد** (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۲ء)۔

عبدالحی بن فخر الدین، **الإعلام بمن فی تاریخ الھند** (بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۹۹۹ء)۔

ذہبی، محمد بن احمد، **تجرید أسماء الصحابۃ** (بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، س۔ن)۔

ابن عراق الکنانی، علی بن محمد، **تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ)۔

جلال الدین سیوطی، **الحاوی للفتاویٰ** (بیروت، لبنان: دار الفکر، ۲۰۰۴ء)۔

سخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، **فتح المغیث** (مصر: مکتبۃ السنۃ، ۲۰۰۳ء)۔

ابن رجب حنبلی، عبدالرحمٰن بن احمد، **فتح الباری شرح صحیح البخاری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۹۹۶ء)۔

ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح** (بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۲۲ھ)۔